نمبر ۴۸ | ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۱۷۔ اکتوبر بوقت ۴ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کو بخار سے افاقہ ہے ؛

حضرت میرزا شریف احمد صاحب ۱۷۔ اکتوبر سالانہ فوجی ٹریننگ کے لئے دو ماہ کی رخصت پر لاہور چھاؤنی تشریف لے گئے ؛

جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ ۱۶ر اکتوبر کو شملہ سے واپس تشریف لائے ؛

۱۶ر اکتوبر۔ مولوی جلال الدین صاحب شمس۔ شیخ مبارک احمد صاحب اور حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری بہاولپور سے واپس آئے۔ مقدمہ کی آئندہ تاریخ ۷۔ نومبر ۱۹۳۳ء مقرر ہوئی ہے ؛

ملک حسن محمد صاحب سمبڑیالوی نے ۱۶۔ اکتوبر بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں ذکر حبیبؑ پر تقریر کی ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے حکام سے ملاقات کرنا

(فرمودہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

فرمایا:۔ ہم ایسی گوشہ گزینی کی تعلیم نہیں دیتے۔ جس سے اپنی جائداد اور حقوق کی جائز حفاظت نہ ہو سکے۔ بلکہ دشمنوں سے اسے محفوظ رکھنے کے لئے مناسب امور کو کام میں لانا چاہیئے۔ حکام سے ملاقات کرنے سے ہم منع نہیں کرتے۔ البتہ اس سے ضرور منع کرتے ہیں۔ کہ منافقانہ طریق اختیار کیا جائے۔ یہ شجاعت نہیں ہے۔ اگر عقائد کے متعلق کوئی حاکم سوال کرے۔ تو صاف طور پر اُسے بتا دینا چاہیئے ؛

بعض وقت ایسی ملاقاتیں نہ کرنا گناہ ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر کسی کے پاس ایک حصہ زمین کا ہو۔ اور اُس نے اس کو آباد نہ کیا ہو۔ تو قیامت کو اسے پوچھا جائے گا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام جب فرعون کی طرف بھیجے گئے۔ تو ان کو یہ بھی حکم ہوا۔ قُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ اس لئے ایسی ملاقاتوں میں مراتب کلام کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی پوچھے۔ کہ تم کس سلسلہ میں ہو۔ تو شوق سے اس کے بیان کرنے کے لئے طیار رہنا چاہیئے ؛

(الحکم ۳۱ر اکتوبر ۱۹۰۲ء)

"الفضل" کا خاتم النبیّین نمبر

بزرگانِ جماعت و اہلِ قلم اصحاب سے گزارش

حسب معمول اس دفعہ بھی سیرت النبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے جلسوں کے موقعہ پر "الفضل" کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ اس کے لئے بزرگانِ جماعت۔ اور دیگر اہلِ قلم اصحاب سے گزارش ہے۔ کہ جس طرح وہ گذشتہ سالوں میں اپنے مضامین نظم و نثر بھیجکر ممنون فرماتے رہے ہیں۔ اسی طرح اب بھی ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ ۶۔ نومبر تک اپنے مضامین۔ اور نظمیں ارسال فرما دیں۔ بیرونی ممالک کے اصحاب جس قدر جلدی ارسال فرما سکیں۔ ان کی عنایت ہوگی۔ اور ان کے مضامین کے متعلق آخری وقت تک کوشش کی جائے گی۔ کہ درج کئے جا سکیں ؎

اہلِ علم خواتین سے بھی مضامین کے لئے درخواست ہے۔ امید ہے۔ کہ وہ حسب معمول خاتم النبیین نمبر میں اپنا حصہ پوری کوشش۔ اور سعی سے پورا کریں گی ؎

یوم التبلیغ میں "الفضل" کا حصہ

اخبار الفضل جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ و کلمات طیبات و دیگر ہدایات اور بہتر سے بہتر علمی مذہبی مضامین ہفتہ میں تین بار آپ کو پہونچاتا ہے۔ اس کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہونا آپ کا فرضِ ملّی ہے۔ ۲۲ ۔اکتوبر کو جہاں جہاں آپ تبلیغ کے لئے جائیں۔ الفضل کا پرچہ اپنے ساتھ رکھیں۔ جو نہ صرف دعوت و تبلیغ میں آپ کا معاون ہوگا۔ بلکہ آئندہ کے لئے مستقل پیغام حق پہونچانے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے حلقہ اثر میں اس کے خریدار بنائیں۔ تاکہ آپ کا پیغام احمدیت مستقل طور پر اس خاندان یا اس محلہ یا اس بستی میں پہونچتا رہے۔ گویا "الفضل" آپ کی غیر حاضری میں آپ کی وکالت کرتا رہے گا۔ جو بیج آپ ڈالیں گے۔ اس کی آبیاری اسی الفضل کے ذریعہ ہوگی۔ ورنہ بیج کے ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب کرام میری درخواست کو بھول نہ جائیں گے۔ اور اپنی اپنی مساعی جمیلہ کے نتائج سے مجھے مطلع فرمائیں گے۔ تا میں شکریہ کے ساتھ ان کے اسمائے گرامی شائع کر سکوں۔ (مینیجر الفضل۔ قادیان)

سیرت النبی کے جلسوں کے لئے اعلان

سیرت النبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے جلسوں کی تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۲۶۔ نومبر مقرر فرمائی ہے۔ تمام احمدی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ بہت جلد نہ صرف اپنے ہاں۔ بلکہ اور دگرد کے دیہات اور قصبات میں بھی سیرت النبیؐ کے جلسے منعقد کرنے کی کوشش شروع کر دیں۔ اور اس انتظام سے دفتر نظارت دعوۃ و تبلیغ کو مطلع کر کے ممنون فرمائیں ؎ ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

یوم التبلیغ کے دن ندائے ایمان نمبر ۴

ہر ایک احمدی مرد و عورت بوڑھے بچّے کے ہاتھ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یوم التبلیغ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے نہایت ہی قیمتی اوقات میں سے وقت نکال کر یوم التبلیغ کے لئے "ندائے ایمان نمبر ۴" کا مسودہ مجھے طبع کرانے کے لئے بھیجا ہے۔ جس میں نہایت لطیف پیرایہ میں حقیقت کو آشکار کیا گیا ہے۔ اس کی طباعت وغیرہ کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ یہ "ندائے ایمان" بصورت دو ورقہ۔ اور پوسٹر علٰحدہ علٰحدہ طبع کیا جائے گا۔ اس لئے سکرٹریان تبلیغ جماعت ہائے انصار اللہ کے ذریعہ مقامی اور مضافات کی اشاعت کو مدنظر رکھتے ہوئے جس قدر تعداد کی ان کو ضرورت ہو۔ اس سے بہت جلد اطلاع دیں۔ تا میں یوم التبلیغ کے موقعہ پر "ندائے ایمان" انہیں بھیج سکوں ؎

"ندائے ایمان نمبر ۴" دو ورقہ۔ اور دیواروں پر چسپاں کرنے کے لئے اشتہار کی صورت میں ہوگا۔ جس قسم کا آپ کو ضرورت ہو۔ چار روپے فی ہزار کے حساب سے منگوا لئے جائیں ؎

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

مصباح کا نشانات نمبر یوم التبلیغ کو تقسیم کریں

یہ آخری اطلاع ہے۔ کہ مصباح کا خاص نمبر شائع ہو چکا۔ جس میں قریباً ڈیڑھ سو نشانات الٰہیہ (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے) درج ہیں۔ اس کے علاوہ مختصر ثبوت دعوے۔ الفاظ بیعت ؎ عقائد جماعت احمدیہ بھی لکھ دیئے ہیں۔ آپ اور خصوصاً خواتین جماعت احمدیہ فرض تبلیغ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مصباح کا یہ نمبر زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوالیں۔ قیمت فی پرچہ سوا آنہ۔ چار پرچے ۵ آنے۔ آٹھ پرچے ۸ آنے۔ سولہ پرچے ایک روپیہ۔ ایک روپیہ سے کم کے

ضروری اعلان

ہم کو اخبارات سے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ احرار ہمارے علاقہ میں کوئی اپنی پارٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت تک احرار کا کوئی فرد بھی اس علاقہ میں نہیں۔ اور آئندہ کے لئے بھی ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ایسی پارٹی ہمارے علاقہ میں پیدا ہو۔ جس کے وجود سے فساد کا اندیشہ ہو۔ ہم احرار کی سرگرمیوں کے بالکل خلاف ہیں۔ اور ان کو متنبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ اس علاقہ میں آنے کی ہرگز کوشش نہ کریں۔ اور گورنمنٹ سے بھی پُرزور درخواست کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس قسم کا ارادہ کریں۔ تو ان کو فوراً روک دیا جائے۔ کیونکہ اس سے امن عامہ میں خلل کا اندیشہ ہے ؎ مورخہ ۱۵ ۔اکتوبر ۱۹۳۳ء

خاکساران:۔ (چوہدری) عبد الرحمٰن سربراہ نمبردار قادیان۔ (چوہدری) محمد علی نمبردار بھینی بانگر۔ (چوہدری) پیر محمد نمبردار ننگل باغباناں۔ (چوہدری) نتھا سربراہ نمبردار۔ قادر آباد۔ (چوہدری) اللہ بخش نمبردار بھینی بانگر (چوہدری) غلام محمد نمبردار ننگل باغبانان (چوہدری) بابو زمیندار سکنہ احمد آباد۔ (سردار) نتھا سنگھ نمبردار سلاح پور۔ (چوہدری) قطب الدین نمبردار ننگل باغباناں۔ (چوہدری) محمد اکبر نمبردار ڈھپئی والہ (چوہدری) بڈھا نمبردار بسراواں۔ (سردار) ہرنام سنگھ نمبردار کھنگواں (چوہدری) غلام حیدر نمبردار تلونڈی جھنگلاں (چوہدری) عطا محمد نمبردار بسراواں (سردار) ایشر سنگھ نمبردار چنڈوری۔ (چوہدری) محمد لطیف نمبردار تلونڈی جھنگلاں۔ (چوہدری) سلطان بخش نمبردار پیرو شاہ (سردار) لچھمن سنگھ ممبر سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان۔ (سردار) ویر سنگھ قادیان سو (چوہدری) تیرتھ رام سکنہ بوٹر (چوہدری) دولت رام شرما ممبر سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان (سردار) چرن سنگھ قادیان۔ بقلم خود۔ (مہر) نوردین۔ قادیان (مہر) بھیلی۔ قادیان۔ (سردار) بہادر سنگھ رام گڑھیہ قادیان (چوہدری) حسین بخش خان راجپوت۔ قادیان۔ (سردار) گوردت سنگھ رام گڑھیہ قادیان مغلاں بقلم خود۔ مراد علی خان راجپوت۔ قادیان (چوہدری) رحمت علی خان۔ راجپوت۔ قادیان ؎

احساناتِ مسیح موعودؑ میں سے کچھ ؎ جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کی ایک دلچسپ اور ایمان افروز تقریر ہے۔ کتاب گھر قادیان نے دوسری دفعہ شائع کی ہے۔ یوم التبلیغ کے لئے بہت مفید ہو سکتی ہے۔ ہر سینکڑہ کے حساب سے فوراً

ان پر عمل پیرا نہ ہو یہی وجہ ہے۔ کہ ہندوؤں کے معقول اور سنجیدہ طبقہ میں اعلیٰحضرت شہر یار دکن کے اس تازہ فرمان نے اطمینان اور شکر گزاری کے خاص جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔ اور وُہ ان کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس فرمان کے متعلق اظہار اطمینان۔ اور اعلیٰحضرت شہر یار دکن کا شکریہ ادا کرنے کے لئے بمبئی میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا گیا۔ اور سروجنی نیڈو نے اس جلسہ کے لئے خاص پیغام بھیجا۔

فتنہ پرور طبقہ

لیکن اس کے ساتھ ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وُہ ناسمجھ لوگ جنکی غرض غلط فہمیاں پیدا کرنا۔ اور شورش پھیلانا ہے ان کی طرف سے اب بھی یہی کوشش ہو رہی ہے۔ کہ اس فرمان شاہی کی قدر و وقعت کم کر کے پیش کریں۔ نہایت متعصب آریہ سماجی اخبار "پرتاپ" (۱۴۔ اکتوبر) فرمان شاہی کے متعلق ایک طرف تو یہ تسلیم کرتا ہے کہ "نظام کے جذبات قابل تعریف ہیں" لیکن دوسری طرف نہایت شوخ چشمی سے اسے "فضول" قرار دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ پیش کرتا ہے۔ کہ "نظام مسلمانوں کے مذہبی کاموں پر جس قدر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اس کا عشر عشیر بھی ہندوؤں کے مذہبی کاموں پر نہیں ہوتا" حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ حکومت نظام کی طرف سے مختلف مذاہب کی عبادت گاہوں۔ اور مقدس مقامات پر جو بخشش قرار رقم مقرر کی جاتی ہے۔ اس کا بہت بڑا حصہ غیر مسلموں کے لئے صرف ہوتا ہے اور ان کی عبادت گاہوں وغیرہ کے لئے ریاست نے بہت بڑی بڑی جاگیریں عطا کر رکھی ہیں۔ حالانکہ کوئی ہندو ریاست مسلمانوں کے متعلق اس قسم کی مثال پیش کرنے سے قطعاً قاصر ہے۔ بلکہ کئی ہندو ریاستوں نے مسلمانوں کی عبادت گاہوں وغیرہ پر ناجائز قبضہ جما رکھا ہے۔ ریاست کشمیر کو حال ہی میں مسلمانوں کی بے حد چیخ و پکار کے بعد متعدد مساجد کو واگذار کرنا پڑا۔

حد سے بڑھا ہوا تعصب

دراصل اعلیٰحضرت شہر یار دکن کے متعلق ناسمجھ لوگ جس بات کو نہیں سمجھ سکے یا دیدہ دانستہ نظر انداز کر رہے ہیں۔ وُہ یہ ہے۔ کہ جس طرح ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ جس مذہب پر وُہ اعتقاد رکھتا ہے۔ اور جسے اپنی نجات کا باعث سمجھتا ہے۔ اس میں ذاتی طور پر دلچسپی لے۔ اور اس کے احکام کے رُو سے جن امور کے لئے مال صرف کرنا فرض ہے۔ ان کے لئے اپنا مال خرچ کرے۔ اسی طرح اعلیٰحضرت والئے دکن کو بھی حق ہے۔ کہ ان کے مذہب نے جہاں مال صرف کرنا ضروری اور فرض قرار دیا ہے۔ وہاں صرف کریں۔ اور کسی کو اس بارے میں ان پر اعتراض کرنے کا قطعاً حق حاصل نہیں ہے۔ اور نہ اسے پیش نظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ "نظام مسلمانوں کے مذہبی کاموں پر جس قدر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اس کا عشر عشیر بھی ہندوؤں کے مذہبی کاموں پر نہیں ہوتا" کیا کوئی ہندو والئے ریاست ایسا پیش کیا جا سکتا ہے۔ جو ہندوؤں کے مذہبی کاموں میں جس قدر روپیہ خرچ کرتا ہو۔ اس کا عشر عشیر بھی مسلمانوں کے مذہبی کاموں پر صرف کرے۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو پھر اس قسم کا مطالبہ والئے دکن کے متعلق کرنا حد سے بڑھا ہوا تعصب یا حد سے بڑھی ہوئی نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

حضور نظام کا ذاتی مذہب کے متعلق اعلان

اعلیٰحضرت والئے دکن نے اپنے فرمان میں جہاں مذہبی رواداری اور رعایا کے مختلف المذاہب و مختلف العقائد لوگوں کے ساتھ مساوی سلوک کرنے کے متعلق اپنے فرائض کا ذکر فرمایا۔ اور ایک والئے ملک ہونے کے لحاظ سے اپنا مذہب "صلح کل" بتایا۔ وہاں آپ نے اپنے ذاتی مذہب کا بھی واضح الفاظ میں تذکرہ فرما دیا۔ اس قدر واضح الفاظ میں کہ "پرتاپ" ایسے متعصب اخبار کو بھی لکھنا پڑا۔ کہ

"میں نظام کو اس بات کا کریڈٹ دینا چاہتا ہوں۔ کہ انہوں نے کھلم کھلا اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کے بزرگ اللہ اور اس کے رسول کو مانتے آئے ہیں۔ اور وُہ بھی مانتے ہیں۔ آپ نے آج تک یہ نہ دیکھا ہوگا۔ کہ کسی ہندو راجہ نے اپنے ہندو ہونے کا اس زور سے اعلان کیا ہو۔ اپنے مذہب کا یہ گھر اوشواش ہی ہے۔ جس نے مسلمانوں کو یہ حکومت دے رکھی ہے ہندوؤں کو اپنے دھرم پر وشواش نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ٹھوکر پہ ٹھوکر کھا رہے ہیں"

مذہبی فرض کی ادائگی

جب "پرتاپ" بھی یہ سمجھتا ہے۔ کہ اعلیٰحضرت والئے دکن کو اپنے مذہب اسلام کی صداقت پر پختہ اور کامل یقین ہے۔ تو پھر وُہ یہ بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے ہر مسلمان کو اپنی وسعت کے مطابق جہاں جہاں اپنا مال صرف کرنے کا حکم دیا ہے وہاں صرف کرنا اعلیٰحضرت شہر یار دکن کا بھی فرض ہے۔ اور جب وُہ رعایا کے متعلق اپنے فرائض احسن طریق پر ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے ان پر جو فرض عائد ہوتا ہے۔ اس کی ادائگی کیوں ضروری نہ قرار دیں۔

پس جب وُہ اپنے اموال میں سے حسب موقعہ اور حسب گنجائش اپنے مذہبی کاموں میں کچھ صرف کرتے ہیں۔ تو اپنے خالق و مالک کا حکم بجا لاتے ہیں۔ اور اس پر معترض ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ آپ کے مذہبی معتقدات میں مداخلت کرنے کے جرم کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ جو کسی معقولیت پسند انسان کے نزدیک قطعاً جائز نہیں۔ جو لوگ تعصب اور تنگ نظری کا بیمار تک شکار ہو چکے ہیں۔ ان کا اعلیٰحضرت والئے دکن کے فرمان کی قدر و منزلت کم کرنے کی کوشش کرنا تعجب خیز نہیں۔ ان کے علاوہ ہر سنجیدہ مزاج اور عقلمند انسان خواہ وُہ کسی مذہب و ملت کا ہو تسلیم کرے گا۔ کہ اعلیٰحضرت نے حکمرانی کی صحیح تصویر دُنیا کے سامنے پیش کر دی ہے۔ اور اگر ہندوستان کی ریاستوں کے حکمران ان امُور کو پیش نظر رکھیں۔ تو اپنی رعایا کی بہترین خدمات سرانجام دے سکتے ہیں۔

سکھ اور گائے

گزشتہ دُسہرہ کی تعطیلات میں ضلع لدھیانہ کے ایک قصبہ میں نام دھاری سکھوں کا ایک "گورو سنگت سمیلن" منعقد ہُوا۔ جس میں گرنتھ صاحب کے شبدوں کو صحیح پڑھنے اور راگ کے طریقوں پر سے گانے پر انعامات تقسیم کئے گئے۔ انعامات کی نوعیت یہ تھی۔ کہ اول۔ دوم اور سوم رہنے والوں کو علے الترتیب گھوڑا بھینس۔ اور گائے دی گئی۔ ہندو اخبارات نے انعامات تقسیم کرنے میں اس جدت پر داد دی ہے۔ اور "پرتاپ" (۱۴۔ اکتوبر) نے تو لکھا ہے کہ "یہ جدت ہندوستانیوں کے لئے قابل تقلید ہے" کسی اور کے لئے ہو یا نہ ہو۔ لیکن ہندوؤں کے لئے ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جہاں بالفاظ "پرتاپ" "نقدوں اور کپوں کی نسبت یہ بہتر ہے۔ کہ کار آمد جانور دیئے جائیں" وہاں ہندوؤں کو اپنے اس غلط خیال کی اصلاح کا بھی موقعہ ملتا رہے گا۔ کہ گائے سب سے کار آمد جانور ہے اتنا کار آمد۔ کہ اشرف المخلوقات انسان کی جان بھی اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ سکھوں نے گائے کو تیسرے درجہ کا انعام قرار دیا۔ اور گھوڑے و بھینس کو پہلا اور دوسرا درجہ دے کر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ وُہ نہ صرف گائے کو دوسرے حیوانات کے مقابلہ میں کوئی خصوصیت دینے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ گھوڑے اور بھینس کو اس سے افضل سمجھتے ہیں۔ اس بات کی تقلید یقیناً ہندوؤں کے لئے بھی مفید ثابت ہوگی۔

ایک قابل ڈاکٹر کی حق تلفی

ڈاکٹر محمد عمر صاحب احمدی جو ڈسٹرکٹ ہاسپٹل بریلی کے انچارج ہیں۔ ایک قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں۔ اور جہاں جہاں بھی آپ رہے حکام ان کی فرض شناسی اور ان تھک سرگرمی کی وجہ سے اور پبلک ان کی اعلیٰ خدمتگزاری اور فیض رسانی کے باعث ان کی مداح رہی ہے لیکن ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد حیرت اور افسوس ہُوا۔ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کو باوجود سینیئر ہونے کے ابھی تک سول سرجن کے عہدہ پر ترقی نہیں دی گئی حالانکہ ان سے پانچ چھ جونیئر ڈاکٹروں کو سول سرجن بنایا جا چکا ہے۔ یہ طریق عمل پبلک کے ایک مخلص خادم اور حکومت کے فرض شناس ملازم کے لئے جس درجہ دل شکن ہو سکتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں علاوہ ازیں اسی قسم کی ناانصافیاں ہیں۔ جو مسلمانوں کو ہر جگہ اپنی بیکسی اور بے بسی کا اعتراف کرا رہی ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کے خاندان نے چونکہ ملکی شورش اور قانون شکنی کے اوقات میں حکومت کی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور اس وجہ سے وُہ ایک خاص حلقہ میں خار کی طرح کھٹکتا ہے۔ اس لئے یہ بھی شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کا اس وقت تک اپنے حق سے محروم رہنا انہی خدمات کے نتیجہ میں ہے۔ حکومت یو۔پی کے اعلےٰ اور ذمہ دار افسروں کو اس معاملہ کی طرف فوری توجہ مبذول

یوم التبلیغ کے متعلق ضروری ہدایات

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
پچھلے سال مجلس شوریٰ کے موقع پر

جماعت کے نمائندوں سے مشورہ

کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ ہر سال ایک یوم تبلیغ احمدیت کے لئے اور ایک یوم تبلیغ اسلام کے لئے مقرر کیا جایا کرے۔ یوں تو مومن کے لئے

ہر دن یوم تبلیغ

ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حق کے پہنچانے سے خاموش رہتا ہے۔ وہ گویا

شیطان اخرس

ہے۔ اب کون مومن یہ پسند کرے گا۔ کہ کوئی دن اس پر ایسا آئے جبکہ وہ شیطان کہلائے۔ پس ہر مومن اپنا فرض سمجھتا ہے۔ کہ وہ پیغام حق جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے نازل ہوا حتے الوسع لوگوں تک پہنچاتا رہے۔ خواہ قلم سے پہنچائے۔ خواہ زبان سے اور خواہ عمل سے۔ مگر بہر حال اس کی تبلیغ کرتا ہے پس یوں تو تبلیغ

ہر مومن کا فرض

ہے۔ اور یقینی طور پر میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہر سچا مومن ہر روز تبلیغ کرتا ہی ہوگا۔ لیکن بعض کمزور طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ جو بیدار کئے جانے کی محتاج ہوتی ہیں۔ اور اس بات کی منتظر ہوتی ہیں۔ کہ کوئی آئے۔ اور انہیں تبلیغ کرنے کی تحریک کرے گویا عملاً اس بات کا انتظار کر رہی ہوتی ہیں۔ کہ کوئی آ کر انہیں جگائے۔

سونے والے

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ کے ماتحت سونا ہوتا ہے۔ اور ایک وہ جو خود سونے کے ماتحت ہوتے ہیں۔ جن کے

قبضہ میں نیند

ہوتی ہے۔ وہ جب چاہتے ہیں اٹھ بیٹھتے ہیں۔ خواہ رات کے پہلے حصہ میں اٹھنا چاہیں۔ یا آخر حصہ میں۔ مگر جن لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ نیند ان پر غالب ہوتی ہے۔ وہ آٹھ بلکہ دس بجے صبح تک سوتے رہیں گے۔ کیونکہ جتنا کوئی شخص نیند کو حلانا چاہے اسی قدر وہ بڑھتی چلی جاتی۔ اور کسل زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر کوئی دس بجے بھی جگائے۔ تو وہ سستی سے آنکھیں ملتے جمائیاں اور انگڑائیاں لیتے اٹھیں گے۔ اور یوں معلوم ہوگا کہ گویا انہیں سوئے ابھی دو منٹ ہی ہوئے تھے۔ کہ جگا دیا گیا۔ مگر دوسرا شخص جس نے

نیند کو اپنے قابو میں

کیا ہوتا ہے۔ اگر اس کے سوتے ہوئے پاس سے بھی کوئی شخص گزر جائے۔ تو وہ جاگ اٹھتا ہے۔ خواہ شروع رات میں ہی گزرے یا آخر رات میں یہی کیفیت

روحانی حالت

میں بھی ہوتی ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ آپ ہی آپ ان کی آنکھ کھلتی رہتی ہے۔ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد وہ جاگتے ہیں۔ اور اگر وقت نہیں ہوتا۔ تو پھر سو جاتے ہیں۔ پھر آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور وہ ذکر الٰہی کر لیتے ہیں۔ یا بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ کہ کسی کے گزرنے سے تو ان کی آنکھ نہیں کھلتی

جوانی کا غلبہ

ہوتا ہے۔ اور وہ سوتے چلے جاتے ہیں۔ مگر وقت پر اٹھ بیٹھتے ہیں۔ جیسے تہجد کے وقت یا فجر کی نماز کے وقت۔ تو جیسی جیسی کسی کو توفیق ہوتی ہے۔ اس کے مطابق وہ جاگ اٹھتا۔ اور اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے۔ مگر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ وہ سوئے پڑے جاتے ہیں۔ اور نہیں جاگتے۔ جب تک کوئی شخص انہیں آ کر نہ جگائے۔ اسی طرح روحانیت میں بھی ہوتا ہے۔ مومن تو سب کہلاتے ہیں۔ مگر

تبلیغ اور روحانیت کی ترقی

کی طرف بعض لوگ توجہ نہیں کرتے۔ جب تک کوئی شخص انہیں توجہ نہ دلائے۔ ایسے لوگوں کو کبھی سکرٹری تبلیغ بیدار کرتا ہے کبھی پریذیڈنٹ بیدار کرتا ہے۔ یہ لوگ انگڑائیاں لیتے آنکھیں ملتے۔ اور سستی ظاہر کرتے ہوئے اٹھتے ہیں۔ اور جیسے

نیند کا متوالا

کہتا ہے۔ یہ بھی کہتے ہیں۔ اتنی جلدی کیا ہے۔ آپ فکر کیوں کرتے ہیں۔ زیادہ دیر تو نہیں ہوئی۔ پھر تھوڑی دیر بیٹھے رہیں گے۔ حیران ہوں گے۔ کہ ان لوگوں کو جلدی کی کیوں فکر پڑی ہے۔ اور جب زیادہ اصرار کیا جائے گا۔ تو اٹھ بیٹھیں گے۔ اور دوسروں کے ساتھ مل کر تبلیغ میں مشغول ہو جائیں گے۔ غرض ایسی طبائع کے لئے ضروری ہے۔ کہ

بیداری کے سامان

مہیا کئے جائیں۔ اور ایسے ہی سامانوں میں سے ایک

تبلیغ کا دن

بھی ہے۔ چونکہ اس دن ساری جماعت فیصلہ کر لیتی ہے۔ کہ وہ تبلیغ میں حصہ لے گی۔ اس لئے سست لوگ بھی اٹھ بیٹھتے ہیں۔ خواہ وہ شکایت ہی کرتے ہوئے اٹھیں۔ احتجاج کرتے ہوئے اٹھیں۔ مگر بہر حال اٹھ بیٹھتے۔ اور تبلیغ میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اس دن یہ بھی پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ

منافق کون ہے اور سست کون

کیونکہ منافق اور سست آدمی میں بظاہر فرق نہیں ہوتا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منافق کی نشانی یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ عشا اور صبح کی نمازوں میں نہیں آتا۔ سست آدمی بھی ان نمازوں میں نہیں آتا۔ اور بظاہر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ عشا اور صبح کی نمازوں میں نہ آنے والوں میں سے سست کون ہے۔ اور منافق کون۔ تبلیغ کا دن اس امتیاز کو بھی ظاہر کر دیتا ہے سست آدمی کے سامنے جب تبلیغ کرنے کا سوال آئے گا۔ تو وہ بہانے بنائے گا۔ کہے گا تبلیغ ہر روز ہی ہونی چاہیئے۔ صرف

ایک دن تبلیغ کے لئے مخصوص

کر لینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اس قسم کی باتیں کرے گا۔ کہ خیال آئے گا۔ وہ ہر روز ہی تبلیغ کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ وہ اس دن کی

تبلیغ سے بچنے کے لئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۴۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

اعلیحضرت شہریار دکن کا تازہ فرمان

ہر مذہب و قوم کے ساتھ مساوی سلوک کا اعلان

ہندو ریاستوں کے مسلمان

ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ چھوٹی ریاستوں کا تو کہنا ہی کیا ہے سب سے بڑی ہندو ریاست کشمیر میں مسلمانوں کی ۹۵ فیصدی آبادی جس ذلت اور نکبت کی زندگی بسر کر رہی۔ اور جس تباہی و بربادی کا شکار ہو رہی ہے۔ اس کی الم انگیز داستان گزشتہ دو تین سال سے وضاحت کے ساتھ ساری دُنیا کے سامنے آ رہی ہے۔ اور ہر قسم کی آئینی جد وجہد اس میں ابھی تک عملی لحاظ سے کوئی تغیر نہیں پیدا کر سکی۔

مسلمان ریاستیں اور ہندو

ان حالات میں ہندوؤں کو جو آزادی انسان کا پیدائشی حق قرار دینے۔ اور کامل آزادی حاصل کرنا اپنا مقصد بتاتے ہیں یہ گوارا نہیں۔ کہ ریاستی مسلمانوں کے بالکل ابتدائی حقوق کی طرف کسی ہندو ریاست کو بیرون ریاست کے مسلمان توجہ دلائیں۔ اور اس سے عدل و انصاف کے نام پر مسلمانوں کے جائز اور ضروری مطالبات پورے کرانے کی کوشش کریں۔ اسے وہ ریاستی معاملات میں بیرونی مداخلت قرار دے کر شور مچانا۔ اور حکومت ہند سے یہ مطالبہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ وہ برطانوی ہند کے مسلمانوں کو ریاستی مسلمانوں کی ہر قسم کی آئینی امداد سے روک دے۔ لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے۔ کہ ہر مسلمان ریاست کے خلاف انہوں نے خفیہ اور علانیہ شورش انگیزی اور فتنہ پردازی شروع کر رکھی ہے۔ اور ان ریاستوں کے ہندوؤں کو جو ہر طرح اطمینان و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں مشتعل کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

دولت آصفیہ اور ہندو

اور تو اور ہندوستان کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منظم ریاست حیدر آباد کے خلاف بھی وہ فتنہ پردازی سے دریغ نہیں کر رہے۔ حالانکہ وہاں ہندوؤں کو اتنے اتنے بڑے مناصب حاصل ہیں۔ اور ان میں ایسے ایسے دولت مند اور مالدار موجود ہیں۔ کہ جن کی مثال کوئی ہندو ریاست اپنی ریاست کے مسلمانوں میں سے قطعاً پیش نہیں کر سکتی۔ یہ محض اس رواداری۔ اور رعایا پروری کا نتیجہ ہے۔ جو دولت آصفیہ کے حکمرانوں کا شعار چلی آتی ہے۔ اور جس کے رُو سے ہندوستان کی اس سب سے بڑی ریاست میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو ایک نظر سے دیکھا جاتا۔ اور ان سے یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔

فرمان شاہی

چونکہ ہندوؤں کا ایک طبقہ دولت آصفیہ کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی معیوب جد وجہد میں مصروف ہے اور چاہتا ہے۔ کہ ریاست کے نظم و نسق اور امن و امان میں رخنہ اندازی کرے۔ اس لئے اعلیحضرت شہریار دکن خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ نے ایک خاص فرمان شاہی جاری کرنا ضروری سمجھا۔ اس فرمان کا مفہوم یہ ہے۔

"چونکہ میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرے بعض ذاتی معاملات اور عقائد سے عوام میں غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ یا ناواقف اور ناسمجھ لوگ ان کو غلط معنی نہ پہنائیں۔ اس لئے میں اس مسئلہ کو صاف کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میرے خاندان شاہی کے جو کچھ بھی مذہبی اور ذاتی معتقدات ہیں۔ وہ اس موقعہ پر کسی مزید تشریح کے محتاج نہیں۔ اس لئے کہ ان سے ہر کہ ومہ واقف ہے۔ لیکن اس مسئلہ کو ایک طرف رکھتے ہوئے میں بحیثیت فرماں روا ہونے کے ایک دوسرا مذہب بھی رکھتا ہوں۔ جسے "صلح کل" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ چونکہ میری رعایا میں مختلف مذاہب اور عقائد کے لوگ شامل ہیں۔ اور ان کی مذہبی عبادت گاہوں کا تحفظ میری حکومت کا اصول اساسی ہے اس لئے میں یہ نہیں چاہتا۔ کہ میری رعایا کے مختلف العقیدہ طبقوں یا مختلف اقوام کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگے۔ اور نہ ہی میں اپنے مذہبی معتقدات میں اس حد تک غلو روا رکھتا ہوں۔ کہ اسے تعصب کی حد تک سمجھا جا سکے۔ لہٰذا یہ میرا بھی فرض ہے۔ اور میرے تمام جانشینوں کا بھی۔ کہ وہ دُنیا کے تمام مذاہب کا بلا کسی تفریق و تقابل احترام کریں۔ اور کسی کے مذہبی معتقدات میں مداخلت کر کے (بشرطیکہ اس قسم کے معتقدات امن عامہ کے لئے نقصان رساں اور جمہور کے لئے مضحکہ خیز و توہین آمیز حرکات کا سبب نہ بنیں) ہمارے احکام کی خلاف ورزی نہ کریں۔ بلکہ ہر ایک طبقہ و قوم کے ساتھ مساوی سلوک کر کے بہترین مثال قائم کریں۔ لیکن اگر اس واضح حقیقت کے بعد بھی بعض لوگ میرے رویہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلائیں۔ تو یہ ان کی کوتاہ نظری اور تعصب کی دلیل ہو گی"۔

شہریار دکن کے فرائض

یہ فرمان شاہی نہایت واضح۔ اور ان تمام غلط فہمیوں۔ اور غلط بیانیوں کی صفائی کے ساتھ تردید کرنے کے لئے کافی ہے جو اختلاف مذہب کی آڑ میں ہندو کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ اعلیحضرت شہریار دکن اپنا اور اپنے جانشینوں کا یہ فرض سمجھتے ہیں۔ کہ

(۱) تمام مذاہب کا بلا کسی تفریق کے احترام کریں۔ اور کسی کے مذہبی معتقدات میں مداخلت نہ کریں۔ بشرطیکہ اس قسم کے معتقدات امن عامہ کے لئے نقصان رساں اور جمہور کے اخلاق کی توہین کرنے والے نہ ہوں۔

(۲) سب مذاہب۔ اور تمام فرقوں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کا انتظام کریں۔

(۳) رعایا کے مختلف العقیدہ طبقوں یا مختلف اقوام کے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگنے دیں۔

(۴) اپنے مذہبی معتقدات میں اس حد تک غلو روا نہ رکھیں۔ کہ اسے تعصب قرار دیا جا سکے۔

(۵) ہر ایک طبقہ اور قوم کے ساتھ مساوی سلوک کرنے کی بہترین مثال قائم کریں۔

شکر گزار ہندو

ظاہر ہے۔ کہ جو حکمران ان امور کو اپنی حکمرانی کے فرائض سمجھتا ہے۔ اور نہ صرف سمجھتا ہے۔ بلکہ اعلان عام کے ذریعہ بغرض آگاہی خواص و عوام شائع کرتا ہے۔ وہ اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے۔ کہ ساری دُنیا کے سامنے وہ ان فرائض کی ادائگی کے متعلق جوابدہ ہے۔ یہ طریق عمل کوئی ایسا فرماں روا قطعاً اختیار نہیں کر سکتا۔ جو اپنے قول اور فعل میں مطابقت پیدا کرنا ضروری نہ سمجھے۔ اور جن امور کو علے الاعلان اپنے فرائض قرار دے۔

اس قسم کی باتیں کر رہا ہوگا۔ اور خود بھی یہی کہے گا۔ مگر کہیگا دوسروں سے یہی کہ ایک خاص دن مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس طرح فساد بڑھے گا۔ جھگڑے ہوں گے۔ اور لڑائی ہوجانے کا بھی امکان ہے۔ مگر جب اس پر زیادہ زور دیا جائے گا۔ تو وہ اٹھ کھڑا ہوگا۔ کہے گا۔ اچھا حکم جو ہوا تبلیغ کے لئے چل پڑتے ہیں گو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ ایک دن کو تبلیغ کے لئے کیوں مخصوص کرلیا گیا ہے۔ اس طرح لوگوں کے کہنے سے اٹھتا۔ اور تبلیغ کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں

منافق آدمی

صرف اعتراض کرے گا۔ اور تبلیغ کے لئے نکلے گا نہیں۔ کیونکہ تبلیغ کے لئے نکلنا اس کے لئے موت ہے۔ اگر ظاہر میں لوگوں کے دکھانے کے لئے تبلیغ کے لئے نکل بھی پڑے گا۔ تو دیکھنے والے دیکھیں گے۔ کہ وہ لوگوں کو تبلیغ نہیں کر رہا ہوگا۔ بلکہ کہیں تو

لہو ولعب میں مشغول

ہوگا۔ کہیں اس شکایت میں مصروف ہوگا۔ کہ یہ

اسلام کے لئے اتحاد کے دن

تھے۔ مگر انہوں نے خواہ مخواہ فتنہ ڈال دیا۔ اور دوسروں کو اپنے اندر شامل کرنے کی کوشش شروع کردی۔ وہ نام کا تو احمدی ہوگا۔ مگر اس کے اعمال ظاہر کردیں گے۔ کہ وہ احمدی نہیں۔ بلکہ منافق ہے۔ تو کم ازکم اس دن کا یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ اس طرح سست اور منافق آدمی کا پتہ چل جاتا ہے۔ پھر تمام

لوگوں کی مجموعی طاقت

میں بھی ایک برکت ہوجاتی ہے۔ جیسے عمرہ ہمیشہ ہی ہوسکتا ہے مگر حج کے لئے خدا تعالےٰ نے ایک دن مقرر کردیا۔ جس میں ہر صاحب استطاعت شخص مکہ میں جاتا ہے۔ اس امر کی پرواہ نہیں کی گئی کہ جب سب لوگ اکٹھے ہوکر جائیں گے۔ تو

غیروں کو انگیخت

ہوگی۔ اور دشمن کہے گا۔ یہ کیا ہونے والا ہے پس باوجود اس کے یہ اعتراض حج پر بھی ہوسکتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ یہ اعتراض جمعہ پر بھی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ جمعہ کے روز بھی حکم ہے۔ کہ لوگ اکٹھے ہوکر نماز پڑھیں۔ اور اسلام اس کا حکم دیتا ہے۔ پھر عیدین پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہاں بھی حکم ہے۔ کہ ارد گرد کے گاؤں والے ایک خاص جگہ اکٹھے ہوکر عبادت کریں اسلام نے ان امور کو قائم رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ

اتحاد عمل سے برکت

پیدا ہوتی ہے۔ گو فرداً بھی بے شک لوگ تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن ذہنی طور پر اگر یہ خیال نہ ہو۔ کہ سارے ہی تبلیغ کر رہے ہیں تو برکت میں کمی آجاتی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرے گا۔ کہ آج ہر شخص ہی تبلیغ کرے۔ تو وہ سمجھے گا۔ کہ آج

مقابلہ کا دن

ہے۔ اور وہ کوشش کرے گا۔ کہ تبلیغ میں دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائے۔ اور اس طرح روزانہ کی نسبت زیادہ عمدگی سے تبلیغ کے فرائض کو سرانجام دے گا ؂

پس یوم التبلیغ نہایت ہی ضروری دن ہے۔ اور اس میں فتنہ کی کوئی صورت نہیں۔ مگر اس میں بھی شک نہیں۔ کہ ہم اپنے اعمال سے اس میں امن کی صورت بھی پیدا کرسکتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو

ہر چیز سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اور بعض کی طبائع جوشیلی ہوتی ہیں۔ گو مقصد ان کا ناجائز فائدہ اٹھانا نہ ہو۔ مگر جوش کی وجہ سے ناجائز باتیں ان سے ظہور میں آجاتی ہیں۔ جیسا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فتح مکہ

کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو پکڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ جس وقت اسلامی لشکر آگے گزرا تو ابوسفیان کہنے لگا۔ میں بھی دیکھوں لشکر کتنا بڑا ہے۔ وہ ایک طرف کھڑا ہوکر دیکھنے لگا۔ لشکر کا ہر حصہ اپنے اپنے پھریرے۔ جھنڈے کے نیچے جا رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک

انصاریوں کا دستہ

گھوڑے دوڑاتا ہوا پاس سے گزرا۔ وہ انصاری اس شان اور تجبر سے جا رہے تھے۔ کہ ابوسفیان پوچھنے لگا۔ یہ کون ہیں۔ سالار لشکر نے بھی یہ سن لیا۔ وہ کہنے لگا۔ ہم کون ہیں؟ اس کا ابھی پتہ لگ جائے گا جب ہم مکہ پہنچ کر تمہارے رشتہ داروں کی کھوپریاں توڑیں گے۔ اس نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت

کی۔ کہ آپ کہتے تھے۔ مکہ میں خون نہیں بہایا جائے گا۔ لیکن یہاں ابھی سے جبکہ یہاں لشکر پہنچا نہیں۔ کھوپریاں توڑنے کے ارادے ہو رہے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس صحابی کو معزول کردیا اور اس کے بیٹے کو سالار لشکر بنا دیا اس طرح آپ نے

قبیلہ کے احساسات کا خیال

بھی رکھ لیا۔ اور قصوروار کو سزا بھی دے دی۔ جس شخص نے یہ فقرہ کہا وہ منافق نہیں۔ بلکہ مومن تھا۔ لیکن جوشیلی طبیعت رکھتا تھا۔ اسی طرح

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی بھی بڑی جوشیلی طبیعت تھی۔ جب بھی کوئی ناپسندیدہ بات دیکھتے فوراً تلوار لے کر کھڑے ہوجاتے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کرتے۔ اجازت ہو۔ تو سر کاٹ دوں۔ تو بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ جن میں جوش ہوتا ہے۔ وہ مخلص ہوتے ہیں۔ مگر

طبیعت کا جوش

انہیں غلط راہ پر چلا دیتا ہے۔ پھر کئی شرارتی بھی ہوتے ہیں۔ جو ہم میں مل جاتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح لڑائی کرادیں۔ مجھے یاد ہے قادیان میں ایک دفعہ میں گھر کے اس کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ جو گلی کے اوپر واقع ہے۔ کہ یکدم مجھے شور کی آواز سنائی دی۔ میں نے دیکھا۔ تو کچھ لوگ پرانے بازار کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ میں نے آواز دی کہ کیا ہوا۔ مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوبارہ آواز دی۔ مگر انہوں نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ نصف گلی تک پہنچ گئے میں نے پھر آواز دی۔ تو

مولوی رحمت علی صاحب

جو اب جاوا میں مبلغ ہیں۔ اس وقت طالب علم تھے۔ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے۔ اطلاع آئی ہے۔ کہ نیر صاحب کو بازار میں ہندوؤں نے مار دیا ہے۔ اور کئی احمدیوں کو بھی زخمی کردیا ہے۔ میں نے کہا اگر نیر صاحب کو ہندوؤں نے مار دیا ہے۔ یا اور دس بیس احمدیوں کو مجروح کردیا ہے۔ تو اس پر کوئی کارروائی کرنا میرا کام ہے۔ تمہارا نہیں۔ تم آگے مت جاؤ۔ میرے اس کہنے پر وہ کھڑے تو ہوگئے۔ مگر میں نے دیکھا۔ کہ وہ اور دوسرے لڑکے غصہ سے اس طرح تھر تھر کانپ رہے تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ ان کے

جسم کی ہر ایک بوٹی

جوش غضب کے نیچے ہے۔ تھوڑی ہی دیر ٹھہرے ہوں گے۔ کہ بے اختیار وہ پھر دوڑ پڑے۔ میں نے پھر آواز دی۔ مگر انہوں نے نہ سنی۔ پھر پکارا تو انہوں نے پھر بھی نہ سنا۔ یہاں تک کہ وہ اس موڑ پر پہنچ گئے۔ جہاں پہلے درد صاحب رہتے تھے۔ میں نے اس وقت سمجھا۔ اگر اب بھی یہ نہ رکے۔ تو میری نظر سے اوجھل ہوجائیں گے۔ اور پھر ان کا رکنا ناممکن ہوگا۔ اس لئے میں نے کہا۔ اگر ایک قدم بھی تم نے اب آگے بڑھایا۔ تو میں تم سب کو

جماعت سے خارج

کردوں گا۔ میرے اس کہنے پر وہ رک گئے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ ایک غیر شخص دوست بن کر آیا۔ وہ کہنے لگا۔ نیر صاحب مارے گئے ہیں۔ اور دس بیس احمدی ہندو بازار میں تڑپ رہے ہیں۔ حالانکہ نیر صاحب اس وقت گھر میں آرام سے بیٹھے تھے۔ اور باقی احمدیوں میں سے بھی کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نہ کسی پر حملہ ہوا تھا۔ محض جھوٹ کسی نے یہ بات اڑا دی۔ تاکہ سنتے ہی احمدی لڑ پڑیں۔ اور مخالف مقدمہ دائر کردیں۔ کہ احمدی فساد کرتے ہیں۔ اگر میں ان کو روک نہ دیتا۔ تو بازار میں پہنچنے سے پہلے اگر رستہ میں ہی کوئی ہندو مل جاتا۔ تو اس سے لڑائی ہوجاتی ؂

غرض جوشیلی طبائع

جوش کی حالت میں

نتائج کو نہیں دیکھتیں۔ پھر بعض دفعہ

اکسانے والے

کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح فساد ہو جاتا ہے۔ پس میں جہاں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تبلیغ کے دن کو وفاداری۔ دیانتداری اخلاص تقوےٰ اور شجاعت کے ساتھ نباہنا چاہیئے۔ اور اس طرح تبلیغ کرنی چاہیئے۔ کہ گویا تم نے اپنے فرائض کا حق ادا کر دیا۔ وہاں میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ تمہارے جوشوں سے کوئی شخص ناجائز فائدہ اٹھائے۔ اور یوم التبلیغ بجائے مفید ہونے کے مضر ہو جائے۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے ایک عزیز کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ بڑی جوشیلی طبیعت رکھتے تھے۔ ایک دن کوئی رئیس آپ سے ملنے آیا۔ اس کا پاجامہ ذرا لمبا تھا۔ اور ٹخنوں سے نیچے پڑتا تھا۔ نہ معلوم اس نے

تکبر کی نیت

سے لبا رکھا ہوا تھا۔ یا لمبا بن گیا تھا۔ جب وہ ملنے کے لئے آیا۔ اور مجلس میں بیٹھ گیا۔ تو فرماتے۔ میرے اس عزیز کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اس نے وہ مسواک اس رئیس کے پاؤں پر آہستہ آہستہ مارنی شروع کی۔ اور ساتھ ساتھ اس حدیث کے عربی الفاظ دہرانے شروع کر دیئے۔ جس میں آتا ہے۔ کہ وہ تہ بند جو ٹخنوں سے نیچے ہو۔ وہ آگ میں ہے۔ وہ مسواک مارتا جائے۔ اور کہتا جائے۔ یہ آگ میں ہے۔ یہ آگ میں ہے۔ آپ فرماتے۔ تھوڑی دیر تو وہ رئیس میرے لحاظ سے چپ رہا۔ آخر اسے یہ ذلت محسوس ہوئی۔ کہ محفل میں اس سے یہ سلوک کیا جائے۔ اس نے نہایت ہی غصہ سے کہا۔ تجھے کس بے وقوف نے کہا ہے۔ کہ میں مسلمان ہوں۔ میں مسلمان نہیں۔ وہ جانتا تھا۔ کہ جب تک میں اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہوں۔ یہ حکم مجھ پر جاری رہے گا۔ اس لئے ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ یہ کہ میں اپنے مسلمان ہونے سے انکار دوں۔ یہ ایک

چھوٹی سی بات

تھی۔ مگر غلط طریق پر پیش کرنے سے اس شخص کو پہلی حالت سے بھی خراب کر دیا۔ تو تبلیغ کے بھی ڈھنگ ہوتے ہیں۔ گو میں اس بات کا قائل نہیں ہوں۔ کہ کبھی سختی نہیں ہونی چاہیئے۔ بعض جگہ اسلام سختی کا حکم بھی دیتا ہے۔ جیسے بعض دفعہ والدین کو بچوں پر مردوں کو عورتوں پر اور عورتوں کو خاوندوں پر ایک حد تک سختی کرنے کی اجازت ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ اگر کوئی مرد تہجد کے لئے اٹھے اور اسے اپنی بیوی کے مونہہ پر پانی کا چھینٹا ڈال کر جگانا پڑے۔ تو اس طرح اسے تہجد کے لئے جگائے۔ اسی طرح اگر بیوی کی آنکھ کھل جائے۔ تو وہ بھی پانی کا چھینٹا ڈال کر خاوند کو جگا سکتی ہے۔ گویا ایک حد تک دونوں کو ایک دوسرے پر

سختی کی اجازت

ہے۔ پھر استاد کو شاگردوں پر۔ مالک کو مملوک پر۔ اور والیوں کو اپنے اپنے حلقہ کے لوگوں پر ایک حد تک سختی کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن جہاں سختی کا کوئی حق نہیں راہ چلتا مسافر ہے۔ برابر کا دوست ہے۔ افسر ہے۔ کسی قوم کا سردار ہے۔ بڑا آدمی یا کوئی غیر متعلق ناواقف شخص ہے۔ وہاں اگر آدمی سختی سے کام لیگا۔ تو یقیناً ایسی سختی

فتنہ و فساد کا موجب

ہوگی۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس دن کو نہایت محبت اخلاص اور تقوےٰ کے ساتھ گزارنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیئے۔ جس سے فساد ہو۔ مثلاً میرے نزدیک یہ بھی ایک

غلط طریق

ہے۔ جسے اختیار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کہ جلوس نکالا جائے جلوس تبلیغ کا حصہ نہیں۔ اور اگر حصہ ہوتا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تبلیغ کے لئے ضرور جلوس نکالتے۔ مگر آپ نے کبھی جلوس نہیں نکالا۔ جلوس اور اغراض کے ماتحت نکالے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر دشمن ہم سے لڑتا ہو دق کرتا ہو۔ تو فوجی رنگ میں اس پر رعب بٹھانے کے لئے ایک وقت جلوس بھی مفید ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایسے موقعہ پر جلوس کا نکالنا یا اپنی طاقت کے اظہار کے لئے کوئی طریق اختیار کرنا ثواب کا موجب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب

صلح حدیبیہ

کے بعد عمرہ کے لئے تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک صحابی کو دیکھا۔ کہ وہ اکڑ اکڑ کر چل رہا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا۔ تم اس طرح کیوں چلتے ہو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ راستہ میں ملیریا کا دور رہا۔ ہم میں سے بہت سوں کو بخار نے آگھیرا۔ یہ خبر کافروں تک بھی پہنچ چکی ہے۔ اگر ہم جھکے چلیں۔ تو یہ خیال کریں گے۔ کہ مسلمانوں میں کوئی طاقت اور ہمت نہیں۔ پس میں اکڑ کر چلتا ہوں۔ تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ ہم ان کے

مقابلہ کے لئے تیار

ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس صحابی کی اس گفتگو کو پسند کیا۔ اور فرمایا اللہ تعالےٰ کو بھی یہ بات پسند آئی ہے۔ تو بعض جگہ اکڑنا بھی مفید ہوتا ہے۔ مگر ہر چیز کا موقع اور محل ہوتا ہے۔ جب دشمن ہم پر رعب ڈالنا چاہے۔ وہ گرانا اور ذلیل کرنا چاہے۔ اس وقت اگر ہم نڈر ہو کر چلتے ہیں۔ جلوس نکالتے اور اپنا رعب قائم کرتے ہیں۔ تو یہ جائز ہوگا۔ مگر تبلیغ لڑائی کا وقت نہیں ہوتا۔ یہ تو لجاجت

منتیں اور ترلے کرنیکا وقت

ہوتا ہے۔ بھلا سوچو تو اگر کوئی شخص کسی سے جا کر کہے۔ کہ پیسہ دو۔ ورنہ تمہارا سر پھوڑ دوں گا۔ تو کیا اسے پیسہ مل جائے گا۔ سوالی کو تو ترلے ہی زیب دیتے ہیں۔ جب ہم تبلیغ کرتے ہیں۔ تو لوگوں سے ایک دان ایک صدقہ ایک خیرات طلب کرتے ہیں۔ ان کی سب سے زیادہ قیمتی چیز کی۔ ان کے دل کی۔ ان کے ایمان کی۔ گو اس کے بدلہ میں ہم ایک نہایت ہی قیمتی چیز انہیں دیتے بھی ہیں۔ اور

حقیقی ایمان کی دولت

سے انہیں مالامال کرتے ہیں۔ مگر جب وہ بات کر رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت تو وہ اسی کو ایمان سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ جو ان کے پاس ہوتا ہے پس سب سے پیاری اور قیمتی چیز ہم ان سے مانگتے ہیں۔ ان کا دل۔ ان کا دماغ اور ان کی جان اپنے قبضہ میں کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر اگر ہم لٹھ لے کر کھڑے ہو جائیں۔ تو کتنی بری بات ہوگی

ترلے کے مقام پر لٹھ

کتنی بری چیز معلوم ہوتی ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ جب تم تبلیغ کرنے کے لئے نکلو۔ تو تمہارے ہاتھوں میں سونٹا نہ ہو۔ یہ تو میرا حکم ہے اور ہر مخلص احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے

ہاتھ میں سونٹا

رکھے۔ بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ سونٹے کی نمائش نہ کی جائے۔ عاجزانہ رنگ میں دوسروں کے پاس جاؤ۔ تمہارے چہروں سے محبت کے آثار ظاہر ہوں

زبان پر شیریں الفاظ

جاری ہوں۔ آنکھوں میں نمی ہو۔ اور یوں معلوم ہو۔ کہ گویا یہ خیال تمہیں تڑپا رہا ہے۔ کہ ایک عزیز تمہارا تباہ ہو رہا ہے۔ اسے بچانے کے لئے تم آئے ہو تم اپنے ڈوبتے بھائی کو بندوق کی گولی سے نہیں بچا سکتے بلکہ اسے سہارا دیکر اپنے اوپر اٹھا لیتے ہو۔ یہی طریق تبلیغ میں بھی اختیار کرو پس گو جلوس سے جہاں احمدیوں کی کثرت ہو۔ وہاں دوسرے یہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ کتنے بڑے جلوس میں احمدی جا رہے ہیں۔ اور [illegible] کا ڈر نہ ہو۔ وہاں دوسرے لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ احمدی نڈر ہو گئے ہیں۔ مگر باوجود اس خیال کے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانیں گے نہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں اگر کسی غیر احمدی کو گھیر لیا جائے گا۔ تو اس وقت اسکے اسی قسم کے خیالات ہوں گے۔ جیسے ڈاکوؤں میں اگر کوئی شخص گھر جائے تو اس کے قلب کی کیفیت ہوتی ہے۔ وہ بظاہر تو یہی کہہ رہا ہوگا۔ کہ ہاں حضرت عیسےٰ وفات پا گئے۔ مگر دل میں یہ کہہ رہا ہوگا۔ کہ خدایا مجھے ان سے نجات دے۔ بظاہر باتیں سنتا جائے گا۔ مگر اصل خیالات اس کے ادھر ہی ہوں گے۔ کہ الٰہی میں کس مصیبت میں پھنس گیا مجھے جلدی ان سے چھٹکارا دے۔ پس اس قسم کا طریق اختیار کرنا تبلیغ کو نقصان پہنچانا ہے۔ پھر بعض دفعہ انسان اتنی

لمبی اور فضول بات

شروع کر دیتا ہے۔ کہ دوسرا تنگ آ جاتا ہے۔ میں نے ملاقاتوں کے وقت دیکھا ہے۔ بعض لوگ اس بات کے عادی ہوتے ہیں۔ کہ پہلے پورا پیٹ بھر کر باتیں کر لیں۔ اور جب انہیں کہا جائے۔ کہ اب وقت ختم ہو گیا تو وہ کہدیں۔ کہ ایک بات اور کہنی ہے۔ پھر وہ ایک بات اسی طرح لمبی ہوتی جاتی ہے۔ جسطرح ہمارے ملک میں مثل مشہور ہے۔ کہ

شیطان کی آنت کے برابر

پھر وہ ایک بات ختم کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں ذرا سی ایک اور بات بھی ہے۔ حالانکہ انہیں پتہ ہوتا ہے کہ ان کا اتنا وقت مقرر ہے۔ اور اسی وقت میں انہیں تمام گفتگو کرنی چاہیئے مگر وہ پہلے پیٹ بھر کر اور اور باتیں کرتے رہیں گے۔ اور جب وقت ختم ہوگا تو انہیں ایک بات اور یاد آ جائے گی۔ پھر جب وہ بات ختم ہوگی تو دوسری یاد آ جائے گی اور اس طرح باتوں میں سے باتیں نکالتے جائینگے۔ یہاں تک کہ ان باتوں کا نمبر آٹھ دس تک پہنچ جائے گا پس ہمیشہ اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے کہ گفتگو سے دوسرے کے دل میں ملال پیدا نہ ہو مگر یہ بھی یاد رہے کہ ملال دو قسم کا ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو پہلے ہی کہدیتے ہیں کہ ہم تمہاری باتیں نہیں سننا چاہتے۔ وہ شروع سے ہی توجہ نہیں کرتے۔ اور بعض لوگ توجہ تو کرتے ہیں مگر جب

گفتگو کی طوالت

دیکھتے ہیں۔ تو بیزار ہو جاتے ہیں اس لئے ہمیشہ یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ جب بات ملال کی حد تک پہنچ جائے تو انسان خاموش ہو جائے۔ ایک دن میں کوئی شخص مانا نہیں کرتا سوائے اس کے کہ کوئی شخص پہلے سے تیار ہو۔ اس لئے اس ایک دن میں

جتھے بازی اور نمائش

نہیں کرنی چاہیئے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ لوگ پہلے مسجدوں میں جائیں اور وہاں رو رو کر دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینے حق قبول کرنے کے لئے کھول دے۔ انہیں باتیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اعلیٰ دلائل سمجھائے اور ہماری زبان اور ہمارے ہر کام میں ایسی برکت ڈالے۔ جس سے دوسرے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ پس اکٹھے ہو کر

مسجدوں میں دعائیں

کرو۔ مگر جب باہر نکل رہے ہو۔ تو اس وقت جتھے والی صورت نہ ہو۔ پھر تبلیغ میں اس امر کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ شخص جو صفائی سے کہدے کہ میں تمہاری باتیں سننا نہیں چاہتا۔ اسے باتیں نہیں سنانی چاہئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عکاظ کے میلہ میں

جب تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے تو جہاں جہاں لوگ اکٹھے ہوتے۔ وہاں جا کر فرماتے۔ میں کچھ باتیں سنانا چاہتا ہوں بعض کہتے ہم سننا چاہتے ہیں۔ اور بعض کہ دیتے ہم نہیں سننا چاہتے۔ جو لوگ سننے سے انکار کرتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے اٹھ آتے۔ اسی طرح حضرت مسیح ناصری نے بھی حواریوں کو نصیحت کی ہے کہ اگر کوئی تمہیں قبول نہ کرے۔ اور تمہاری باتیں نہ سنے تو اس گویا اس شہر سے باہر نکلتے وقت اپنے

پاؤں کی گرد جھاڑ دو

لیکن بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں تو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ ہم باتیں سنیں مگر ظاہر یہ کرتے ہیں۔ کہ ہم نہیں سننا چاہتے۔ گویا ان کی مرضی ہوتی ہے۔ کہ باتیں سنانے کے لئے اصرار کیا جائے اور یہ عقلمند کا کام ہوتا ہے۔ کہ وہ معلوم کرے۔ کہ کسی کا انکار بالکل انکار ہے یا زیادہ اصرار کی خواہش رکھنے والا انکار ہے۔ بچپن میں جب ہم مدرسہ میں پڑھا کرتے تھے۔ تو ہمارے

ایک استاد

تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب ہم سکول میں جاتے۔ اور ہمارے پاس کوئی کھانے کی چیز دیکھتے۔ تو کہتے دیکھنا مجھے نہ کھلا دینا وہ کہتے جاتے۔ اور ہم اصرار کے ساتھ ان کے منہ میں مٹھائی یا کوئی اور چیز ڈالتے جاتے اور وہ کھاتے جاتے۔ تو بعض لوگوں کی مراد نہیں کہنے سے دراصل ہاں ہوتی ہے گویا انکار سے مراد یہ نہیں ہوتی۔ کہ تم اٹھ جاؤ بلکہ یہ ہوتی ہے کہ باتیں سنانے کے لئے ذرا اصرار کرو ہاں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جو واقعہ میں سننا نہیں چاہتے۔ اور جو یہ کہے کہ میں سننا نہیں چاہتا۔ اسے خدا بھی نہیں سناتا اور نہ ایسا شخص فائدہ اٹھانے کے قابل ہوتا ہے پس وہاں سے اٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق بہت وسیع ہے ایک نہیں سنتا تو دوسرے کے پاس جاؤ۔ وہ بھی نہیں سنتا تو تیسرے کے پاس جاؤ۔ وہ بھی نہ سنے تو چوتھے کے پاس جاؤ اگر کوئی بھی نہیں سنتا تو

بازار میں کھڑے ہو کر تقریر

شروع کر دو۔ ممکن ہے کسی راستہ پر گزرنے والے کے کان میں کوئی بات پڑ جائے اور اسے فائدہ ہو جائے اور اگر کوئی بھی نہیں سنتا تو جیسے حضرت مسیحؑ نے کہا۔ اس گاؤں یا شہر کی گرد اپنے پاؤں سے جھاڑ دو۔ اور دوسرے گاؤں میں تبلیغ کے لئے نکل جاؤ۔ اور ایسے طریق سے اپنی باتیں سناؤ جس میں

محبت کا رنگ

پایا جائے۔ یہ نہ ہو کہ سننے والے کو یہ محسوس ہو کہ گویا تم زبردستی اپنی باتیں سنا رہے ہو۔ اگر زبردستی سناؤ گے تو وہ بظاہر تو تمہاری باتیں سنے گا۔ مگر دل میں تمہیں گالیاں دیتا جائے گا اور کہیگا۔ میں کس مصیبت میں پھنس گیا احمدی کیسے ضدی اور نامعقول ہوتے ہیں۔ اس طرح

احمدیت کا نقش

اس کے دل پر یہ نہیں بیٹھیگا کہ احمدی نہایت مخلص ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ یہ خیال کرے گا۔ کہ احمدی نہایت ضدی اور نامعقول ہوتے ہیں۔ پس ایسا آدمی احمدیت کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔ تیسری بات یہ یاد رکھو۔ کہ دلائل اتنا اثر نہیں رکھتے جتنا

اخلاص اور عمل

اثر رکھتا ہے۔ پس یوم التبلیغ آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری کرو اگر کسی سے لڑائی اور جھگڑا ہے تو اس سے معافی مانگو اور صلح کر لو۔ تاکہ یہ صلح تمہارے کام آئے۔ اگر تم عاجزانہ رنگ میں حق پر ہوتے ہوئے۔ دوسرے سے معافی مانگتے اور اس کی طرف

صلح کا ہاتھ

بڑھاتے ہو۔ تو اس پر نہایت ہی خوشگوار اثر پڑے گا۔ اور وہ خیال کرے گا کہ احمدی کتنے اچھے ہوتے ہیں کہ باوجود قصور وار نہ ہونے کے معافی طلب کرتے ہیں۔ اس طرح احمدیت کے متعلق اس کے دل میں نہایت اچھے خیالات ہونگے۔ اور جب تم تبلیغ کرو گے تو اس سے لازماً متاثر ہوگا۔ دیکھو زمیندار جب زمین میں کوئی چیز بونے لگتا ہے۔ تو پہلے اسے بیج ڈالنے کے لئے تیار کرتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ایک ہی دن میں سخت زمین پر پانی کا چھینٹا دیدینے سے وہ تیار نہیں ہو سکتی۔ پہلے زمین پر کہیں گھاس ہوگا کہیں کسی اور چیز کی جڑیں ہونگی پھر وہ سخت ہوگی۔ اگر یونہی بیج پھینک کر چلا آئے۔ تو ہر شخص اسے بیوقوف کہے گا۔ اسی طرح تبلیغ کے لئے بھی ہماری طرف سے اگر

پہلے سے تیاری

نہ ہوگی۔ تو وہ بیج جو اس دن ہم پھینکیں گے ضائع ہو جائیگا پس اخلاص اور محبت سے لوگوں کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرو تا جب تم تبلیغ کے لئے جاؤ تو ان کے دل

احمدیت کے متعلق اچھے خیالات

سے لبریز ہوں۔ اور تمہاری باتوں کا ان پر اثر ہو۔ باقی اگر کوئی مخالف سختی کرتا ہے۔ اور کوئی احمدی سختی کی وجہ سے بھاگ آتا ہے۔ تو وہ بزدلی سے کام لیتا ہے۔

مومن کا کام

یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ جب تک یہ سمجھتا ہے کہ ابھی پیغام نہیں پہنچا اپنے مقام سے نہیں ہلتا اور جب دیکھتا ہے کہ پیغام پہنچ گیا۔ تو چلا آتا ہے کیونکہ واپس تو آخر آنا ہی ہوتا ہے۔ رسول کریم کا نمونہ یہی ہے آپؐ جب طائف تشریف لے گئے۔ تو جتنی باتیں آپؐ سنا سکے۔ سنا دیں اور جب لوگوں نے کہا کہ ہم باتیں سننے کے لئے تیار نہیں تو آپ واپس تشریف لے آئے۔ مگر واپسی کے وقت کفار نے آپ کے پیچھے بچے اور کتے لگا دئے۔ بچے آپ پر پتھر پھینکتے اور کتے کاٹتے۔

مگر باوجود اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رستہ میں یہی دعا کرتے رہے۔ کہ الٰہی ان پر رحم کر میری قوم نے مجھے پہچانا نہیں۔ جو شخص بھی آپ کو اس حالت میں دیکھتا۔ وہ خیال ہی نہیں کر سکتا تھا۔ کہ آپ بزدل ہیں بلکہ ہر شخص یہی کہتا۔ کہ کیا

کوہِ وقار

ہے۔ لیکن ایسی ہی صورت میں اگر کوئی شخص دوڑتا جائے پیچھے پیچھے اوباش لگے ہوئے ہوں اور وہ شور ڈالتا جائے کہ مر گیا۔ مر گیا۔ تو ہر شخص کہے گا کہ یہ بزدل ہے۔ پس دونوں حالتوں میں فرق ہے اور ہر شخص کی حالت بتا سکتی ہے کہ وہ بزدلی دکھا رہا ہے یا بہادری۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہر ایسے مقام پر کھڑے رہنا چاہیئے۔ جہاں تشدد ہو۔ اگرچہ بعض جگہ کھڑا رہنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً طائف سے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آ گئے۔ مگر

حنین کے موقع پر

آپ نے کہا۔ چھوڑ دو میرے گھوڑے کی باگ کو اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر دشمن کی طرف بڑھے۔ گویا آپ نے دونوں نظارے دکھلا دئے۔ ایک جگہ کچھ نچے اوباش آپ کے پیچھے ڈالے گئے اور آپ واپس آ گئے۔ کیونکہ آپ نے سمجھا۔ کہ آپ جو پیغام پہنچانا چاہتے تھے۔ وہ پہنچا چکے۔ مگر دوسری جگہ جب کہ

چار ہزار تیر انداز

سامنے تھے۔ اور صرف بارہ صحابی آپ کے پاس رہ گئے تھے۔ آپ نڈر ہو کر میدان جنگ میں کھڑے رہے۔ صحابہ جوش اخلاص میں آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر روکنا چاہتے۔ مگر آپ فرماتے چھوڑ دو۔ میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔ وہی پیغام ہے وہی پہنچانے والا ہے مگر ایک جگہ سے واپس آ گئے اور دوسری جگہ کھڑے رہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

موقع اور محل کو دیکھ کر کام کرنا چاہیئے

ایک موقع ایسا بھی آ سکتا ہے۔ جبکہ واپس آنا منع ہو مثلاً سیالکوٹ میں جب میں نے ایک دفعہ لیکچر دیا اور مخالفوں نے روکنا چاہا۔ تو اس وقت میں نے سمجھا تھا۔ میرا لیکچر بند کر دینا اور واپس چلے جانا

سلسلہ کی ہتک

ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ پس میں نے اس وقت یہی سمجھا۔ کہ چاہے پتھر پڑیں۔ زخمی ہوں ہم میدان سے نہیں ہٹیں گے۔ لیکن ایسے موقعے بھی آ سکتے ہیں۔ جب کہ واپس چلے آنا مناسب ہو۔ پس موقع اور محل کے مطابق کام کرو اور بزدلی نہ دکھاؤ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے دل میں بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً طائف سے ہی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آ رہے تھے تو ایک نہایت ہی

اشد ترین دشمن

نے جو ہمیشہ آپ کا مخالف رہا کرتا تھا۔ جب آپ کی یہ حالت دیکھی۔ تو وہ خود تو سامنے نہ جا سکا مگر اس نے اپنے غلام کو بلا کر کہا انگور توڑ کر انہیں کھلاؤ۔ یہ احساس بزدل شخص کے لئے کبھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس بہادری دکھاؤ اور نرمی محبت اور خلوص سے دوسروں کو پیغام حق پہنچاؤ۔ تمہارے سامنے یہ مقصد نہ ہو کہ تمہارا رعب دوسروں پر بیٹھے۔ بلکہ یہ مقصد ہونا چاہیئے۔ کہ دوسرے کو ہدایت حاصل ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ایک واقعہ

بیان کیا جاتا ہے۔ نہ معلوم اس میں مبالغہ پایا جاتا ہے یا صحیح واقعہ ہے۔ بہر حال سبق آموز ہے۔ آپ نے ایک دفعہ ایک نہایت خطرناک دشمن کو گرا لیا۔ جب وہ گر چکا تو اس نے آپ کے مونہہ پر تھوک دیا۔ حضرت علیؓ اسے چھوڑ کر فوراً کھڑے ہو گئے وہ حیران ہؤا اور کہنے لگا۔ نہ آپ میری تلوار سے ڈرے اور نہ نیزے سے لیکن اب جو میں نے تھوک دیا تو آپ مجھے چھوڑ کر کیوں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے کہا اب تک میں تمہارے ساتھ

خدا کے لئے جنگ

کر رہا تھا۔ لیکن جب تم نے تھوک دیا تو مجھے غصہ آ گیا۔ اور میں نے خیال کیا کہ اب میرا لڑنا نفسانیت کی وجہ سے ہو جائیگا۔ اس لئے میں نے چھوڑ دیا۔ پس تبلیغ کرو مگر خدا کے لئے کرو۔ نفسانی اغراض کے ماتحت تبلیغ کبھی بھی فائدہ نہیں دے سکتی۔ ہماری جماعت کو قائم ہوئے پچاس سال ہو گئے ہیں۔ مگر ابھی تک اس نسبت سے ہماری جماعت نہیں پھیلی جس نسبت سے اسے پھیلنا چاہیئے تھا۔ جس کی وجہ یہی ہے کہ بعض لوگ کمزوری دکھا دیتے ہیں۔ اور بعض کے

اخلاص میں کمی

ہوتی ہے۔ اگر سب لوگ خدا کے لئے کام کرتے تو آج بالکل اور حالت ہوتی۔

پس کوشش کرو۔ کہ یہ دن بابرکت ہو جائے اور ہر شخص سمجھے۔ کہ یوم التبلیغ کیا آتا ہے۔

دنیا کو فتح کرنے کا نظارہ

سامنے آ جاتا ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ کہ وہ تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ جہاں چھوٹی جماعتیں ہیں۔ وہاں بڑی جماعتیں قائم ہو جائیں۔ جہاں کوئی جماعت نہیں۔ وہاں جماعت قائم ہو جائے نئے آدمی اس سلسلہ میں کثرت سے داخل ہوں۔ اور جو پرانے ہیں ان کی وہ خود روحانی تربیت کرکے اس مقام پر کھڑا کرے۔ جہاں کھڑا کرنا اس کا منشاء ہے۔

بے کاروں کیلئے مُفید کام

جیسا کہ قبل ازیں بھی وقتاً فوقتاً احباب کے فائدہ کے لئے اشتہار دیا جاتا رہا۔ اب پھر دوستوں کے فائدہ کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ علاقہ سندھ میں جو صدر انجمن نے ساڑھے پانچ ہزار ایکڑ رقبہ خریدا ہے۔ اس کے لئے مزارعین تو اسی علاقہ سے اس کثرت سے ملتے ہیں۔ کہ بوجہ عدم گنجائش ان کو واپس کرنا پڑتا ہے۔ مگر صرف احباب کو فائدہ پہونچانے کے لئے بار بار تحریک کی جاتی ہے۔ کہ شاید بعض حاجتمند بھائیوں کی روزی میں وسعت ہو۔

مزارعین کے علاوہ مجھے وہاں مزدور پیشہ اور لوہار۔ ترکھان۔ حجام۔ دھوبی کی بھی ضرورت ہے۔ کیا ہی اچھا اور خوشی کا موجب ہو اگر احمدی مزدور و کاریگر وہاں پہنچ کر اپنے لئے بھی اور سلسلہ کے واسطے بھی کشائش کا موجب ہوں۔ اگر کوئی صاحب مندرجہ بالا پیشوں کے یعنی کاشتکار مزدور۔ لوہار۔ ترکھان وہاں جانا پسند کریں۔ تو لاہور سے حیدر آباد سندھ اور وہاں سے میرپور خاص اور پھر میرپور خاص سے جھڈو ریلوے اسٹیشن پر اتر کر نبی سرکی سڑک پر احمد آباد اسٹیٹ میں مینجر کو ملیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کی روزی کا سبب ہو جائیگا۔ مزارعان۔ مزدور۔ لوہار۔ ترکھان کے لئے وہاں ابھی گنجائش ہے۔ مثلاً لوہار۔ ترکھان کے لئے تو سیپ پر کام کرنے کا موقع ہے۔ اور مزدوروں کے لئے اس وقت راجباہوں۔ اور نالوں کے کھودنے کا کام ہے۔ جنگل کی کٹوائی مدھیاں نکلوائی کھیتوں میں بند لگانے نالیاں بنانے فصل کی تخم ریزی آبپاشی کٹائی نلائی وغیرہ وغیرہ اس قدر کام ہے کہ بارہ مہینے مزدور کی صورت معاش بنی رہیگی

المعلن:۔ ناظم جائداد صدر انجمن احمدیہ قادیان)

تبلیغی پروگرام

مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور مہتمم تبلیغ کا آئندہ پروگرام حسب ذیل ہوگا

(۱) جھنگ شہر ۱۲-۱۳-۱۴ اکتوبر (۲) اٹھارہ ہزاری واسرا شاخ ۱۶-۱۷-۱۸ اکتوبر (۳) باغ ۲۰ اکتوبر۔ (۴) کوکھنانہ۔ ۲۱-۲۲-۲۳ اکتوبر (۵) حویلی بہادر شاہ ۲۵-۲۶-۲۷ اکتوبر (۶) حویلی لال ۲۸ اکتوبر (۷) شورکوٹ ۲۹-۳۰-۳۱ اکتوبر (۸) بستی دریام یکم نومبر تا ۷ نومبر (۹) شاہ جیونہ ۱۱-۱۲ نومبر (۱۰) بڑانہ ۱۳-۱۴ نومبر (۱۱) کوٹ عیسٰی شاہ (۱۲) [illegible] ۱۵-۱۶-۱۷ نومبر

دو مخلص انصار اللہ کی افسوسناک وفات

فضل الرحمٰن مرحوم برادر ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم گجراتی باوجود نوعمر ہونے کے ان انصار اللہ میں سے تھا۔ جنہیں تبلیغ سے محبت تھی۔ مجھے جب کبھی گجرات جانے کا موقعہ ملا۔ میں نے تبلیغ میں اسے اپنے ہم جولیوں میں آگے آگے پایا۔ میرے پہنچنے پر بوجہ اس کے کہ اسے تبلیغ سے محبت تھی۔ اور میں دعوت و تبلیغ کا ناظر ہوں میری آمد پر خوشی اس کے چہرے پر رقص کرتی نظر آتی۔ میرے سامنے زبان اس کی خاموش ہوتی۔ مگر آنکھیں اور چہرہ اس کے قلبی جذبات کی ترجمانی کر رہا ہوتا۔ مجھے اپنے اس خوردسال انصاری کی وفات پر بہت صدمہ ہوا ہے۔ اور میں خادم صاحب کا مرسلہ مکتوب شائع کر رہا ہوں۔ کہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے احمدی بچے فضل الرحمٰن مرحوم کا نمونہ اختیار کریں۔ اور انصار اللہ اس کے لئے دعا کریں ؛

اس سال انصار اللہ میں سے جناب چودہری محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (تلونڈی عنایت خاں والے) بھی دار فانی سے رحلت کر گئے۔ اور مجھے بوجہ پہاڑی سفروں کے رہنے کے نہ بروقت اطلاع ملی۔ اور نہ بعد میں فراغت کہ ان کی وفات پر رنج و افسوس کا اظہار کروں۔ اور ان کے لئے دعا کی تحریک کروں۔ مرحوم کی بار بار تحریکوں کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ نظارت دعوت و تبلیغ تبلیغی ٹریکٹ شائع کرنے کے قابل ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی اس مبارک تحریک کو ابد الآباد تک زندہ رکھے۔ انہوں نے ندائے ایمان کی تحریک میں یکصد روپیہ بطور اعانت اپنی وفات سے پہلے بھیجا۔ اور جبکہ بستر سے اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے نظام تبلیغی کو مضبوط کرنے کے لئے نہایت کار آمد تجاویز لکھیں۔ اور مجھے چودہری محمد شریف صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی منٹگمری نے جو ان کے بھتیجے ہیں۔ بتلایا۔ کہ ایک ایک منٹ کے بعد بوجہ کمزوری ٹھہر ٹھہر کر انہوں نے وہ خط مکمل کیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں اور ان کی اولاد کو اپنی رحمتوں سے نوازے۔ اس سال یہ دونوں موتیں ایک نوخیز اور ایک بوڑھے انصار اللہ کی ایسا خلا پیدا کر گئی ہیں۔ جسے پُر کرنا ہم سب کا فرض ہے ؛

اس موقعہ پر میں تمام انصار اللہ سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ تبلیغ احمدیت میں اپنے آپ کو نہ صرف دوسروں سے ممتاز ثابت کرنے کی خاص طور پر کوشش کریں بلکہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے سبقت اختیار کرنے میں مصروف رہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں اپنے دین کی خدمت کی توفیق بخشے اور ان کی کوششوں کے بہتر سے بہتر نتائج پیدا کرے

(ناظر دعوت و تبلیغ)

پیارا فضل الرحمٰن

میرا پیارا بھائی فضل الرحمٰن ۲۵؍ ستمبر ۱۹۳۳ء ساڑھے سولہ سال کی عمر میں پانچ مہینے کی بیماری کے بعد ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون میں ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے ارشاد کے مطابق ایک تبلیغی سفر پر بنگلور گیا ہوا تھا وہاں ۱۹؍ کو اباجان کا تار مرحوم کی تشویشناک علالت کی خبر پر مشتمل موصول ہوا۔ مناظرہ کے بعد ۲۰؍ کو وہاں سے روانہ ہوا۔ متھادلائن طغیانی کی وجہ سے شکستہ تھی۔ اس لئے بمبئی کے رستہ ۲۵؍ ستمبر کو گیارہ بجے کی گاڑی سے گجرات پہنچا۔ میرا پیارا بھائی میرا انتظار کر کے میرے آنے سے چند گھنٹے قبل نماز فجر کے وقت اپنے مالک حقیقی کے پاس چلا گیا۔ میرا انتظار ۲۴۔ ۲۵ کی درمیانی رات کو ½ ۱۱ بجے کی گاڑی سے تھا۔ جب ½ ۱۱ بج گئے تو عزیز نے اماں جان سے پوچھا۔ کیا وقت ہے ؟ انہوں نے بتلایا ½ ۱۱ ہیں۔ تو کہا بھائی جان نہیں آئے۔ اور خموش ہو گیا۔

چار پانچ دن اپنی وفات سے قبل اباجان سے پوچھا۔ آج کیا تاریخ ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ ۱۹؍ تو کہا بھائی جان نہیں مل سکتے۔ عین وفات کے وقت اباجان نے پوچھا۔ بھائی جان کو کوئی پیغام دینا ہے۔ تو کہا۔ میرا السلام علیکم پہنچا دینا۔

دنیا میں اپنے دوست و احباب اور رشتہ داروں میں سے ہر انسان کو کوئی نہ کوئی خاص طور پر پیارا ہوتا ہے۔ میرے اس پیارے بھائی کو تمام دنیا میں میں پیارا تھا۔ جس قدر پیار و محبت۔ جذب اطاعت اور وفور فرمانبرداری اسے مجھ سے تھا۔ وہ انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ میری تبلیغی سرگرمیوں اور مذہبی شوق کے لحاظ سے فضل الرحمٰن مجھے اپنے لئے نمونہ سمجھتا تھا۔ میری ہر ہدایت کو پوری فرمانبرداری سے مانتا تھا۔ اسے مجھ سے بے انتہا محبت تھی۔ اور سلسلہ سے عشق تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا یہ ننھا سا نہایت پرجوش مبلغ تھا۔ تبلیغ کے لئے شہر سے باہر دیہات میں گرمی کے موسم میں پیدل جاتا۔ تبلیغ میں دشمنان حق سے ماریں کھاتا۔ مگر ہمیشہ خنداں و فرحاں آتا۔ گجرات میں مذہبی کانفرنسوں میں جماعت کی طرف سے مضمون لکھ کر پڑھتا۔ تقریریں اور مباحثے کرتا

اس سال میٹرک کا امتحان اچھے نمبروں پر پاس کیا تھا۔ یوم التبلیغ (۵؍ مارچ) کو جب میں گجرات آیا۔ تو وہ تبلیغ میں مصروف تھا میں نے کہا۔ کہ امتحان میں تھوڑے سے دن باقی رہ گئے ہیں۔ اتنے دن محنت کر لو۔ اور امتحان سے فارغ ہو کر پھر تبلیغ کرنا۔ اس وقت اس نے حسب معمول اچھا کہا۔ اور سکول کی پڑھائی میں مشغول ہو گیا امتحان سے فارغ ہوتے ہی بیمار ہو گیا۔ اور تبلیغ کے تمام ارادے دل ہی دل میں رہ گئے ؛

آخری دنوں میں جب بھی کسی نے اس سے اس کی حالت پوچھی۔ تو یہی جواب دیا۔ بس بھائی جان کا انتظار ہے۔ جب میں ۲۵؍ کو بنگلور سے واپس گھر پہنچا۔ تو اس پیارے پھول کا کملایا ہوا پیارا چہرہ جس سے اس وقت بھی تبسم عیاں تھا۔ مجھ سے بزبان حال کہہ رہا تھا

جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر
پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر

اے علیم و خبیر خدا تو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے تو جانتا ہے۔ کہ فضل الرحمٰن احمدیت کا پروانہ تھا۔ اور تیرے دین کی تبلیغ کو ہی اپنی زندگی کا نصب العین سمجھتا تھا۔ اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرتا تھا۔ اے خدا تو یہ بھی جانتا ہے۔ کہ ہمارا دنیوی لحاظ سے اکیلا گھر۔ جس کے چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں۔ بڑے سے کر چھوٹے تک سب تیرا ہو چکا ہے۔ تیرے لئے ہاں محض تیری ہی رضا کے لئے ہم نے تمام دنیوی رشتوں کو منقطع کیا پس اے پیارے خدا تو اس چھوٹے سے گھر پر اپنے خاص فضل کر اور اسے ہر رنگ کی ترقی عطا کر ؛

اے محسن خدا! اپنی رحیمیت کے صدقے ہم سے راضی ہو جا۔ ہمیں اپنا بنا لے۔ ہمارے گناہوں۔ کمزوریوں۔ کوتاہیوں اور غلطیوں کی پردہ پوشی فرما۔ اور فضل الرحمٰن کی موت کو ہمارے لئے "بشر الصابرین" کے مفہوم کے مطابق رحمت و برکت کا موجب بنا ؛ آمین

بالآخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے برادر مرحوم کی وفات پر ہم سے اظہار ہمدردی فرمایا۔ نیز درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ برادر عزیز کی بلندی درجات اور میرے اور میرے والدین اور بھائی بہنوں کے لئے دعا کرتے رہیں۔ والسلام

حزیں ملک عبد الرحمٰن خادم گجراتی

بنگہ میں مناظرہ

مورخہ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو جماعت احمدیہ بنگہ اور اہلسنت والجماعت بنگہ کے درمیان ایسا عظیم الشان مناظرہ ہو گا۔ کہ آج تک ضلع جالندہر اور ہوشیارپور کے علاقہ میں نہیں ہوا۔ اس لئے ضلع جالندہر و ہوشیارپور کے احباب کی خدمت میں خصوصاً اور باقی احباب کی خدمت میں عموماً عرض ہے۔ کہ تاریخ مقررہ پر تشریف لا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (نوٹ) تمام احباب اپنے بستر ہمراہ لائیں۔ رہائش اور خوراک کا انتظام بذمہ انجمن احمدیہ بنگہ ہو گا۔ الداعی احقر فضل الدین احمدی عفی اللہ عنہ انسپکٹر تبلیغ انجمن احمدیہ بنگہ ضلع جالندہر

288

محافظ اٹھرا گولیاں

بے اولادوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطبا اور ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں۔ اس مرض کا مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب مولانا نور الدین شاہی طبیب سے سیکھ کر محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ گورنمنٹ آف انڈیا) ایجاد کیں۔ ہزاروں لوگوں کی مجرب و آزمودہ گولیاں گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔ اور جو سوائے ہمارے دواخانہ کے کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہیں مل سکتیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری محافظ اٹھرا گولیاں طلب کر کے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ۔ علاوہ محصولڈاک۔ نوٹ:۔ علاوہ ازیں ہمارے دواخانہ سے تمام ادویات برائے امراض زنان اور طاقت اور امراض چشم بر عایت مل سکتی ہیں۔

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بے نظیر تحفہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔

قیمت فی تولہ دو روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ شفاخانہ رفیق حیات۔ قادیان۔ پنجاب

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی کے مستند ماہر و شہرۂ آفاق استاد مسٹر جی۔ ایم۔ بہتہ ایف۔ ایس۔ ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی ایس۔ ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی۔ ایس۔ ڈی۔ ایم (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا پراسپکٹس و نمونہ سبق **مفت**

مینیجر انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ۔ پنجاب

ضرورت ہے

انٹرنس اور ایف۔ اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تیس روپے سے ڈھائی سو روپے تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ قواعد ۱ کا ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔

پنجاب انجینئرنگ انسٹیٹیوٹ جالندھر۔ شہر

زراعتی آلات و دیگر مشینری

آہنی رہٹ۔ آہنی خراس (بیل چکی) نیشکر کے بیلنہ جات۔ انگریزی ہل۔ چارہ کترنے (چاف کٹرز) بادام روغن نکالنے۔ قیمہ بنانے۔ چونہ پیسنے چاولوں اور سیویاں کی مشینیں دستی پمپ۔ زراعتی و دیگر مشینری اعلیٰ و بار عایت خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست **مفت** طلب فرمائیے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔ اصلی و اعلیٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ

ایم۔ اے۔ رشید اینڈ سنز انجنیئرز۔ بٹالہ۔ پنجاب

عرق نور (رجسٹرڈ)

عرق نور۔ ضعف جگر۔ بڑھی ہوئی تلی۔ پرانا بخار۔ دائمی قبض۔ پرانی کھانسی۔ کثرت پیشاب یرقان۔ ہاتھوں کا پھولنا۔ دل دھڑکنا۔ جوڑوں کے درد کو دور کرتا ہے۔ **ایام ماہواری کی خرابی و درد کو دور کر کے بچہ دانی کو قابل تولید بنا کر صاحب اولاد کرتا ہے** وزن میں زیادتی جسم میں فولادی طاقت۔ قوت مردانگی۔ سچی بھوک پیدا کر کے اپنی مقدار کے برابر صالح خون پیدا کرتا ہے۔ **بانجھ پن و اٹھرا کی لاجواب دوا ہے**۔ قیمت پوری خوراک جو شافیہ ۵ روپیہ۔ عرق نور صرف بیماروں کے لئے مخصوص نہیں۔ بلکہ تندرستوں کو آئندہ بیماریوں سے بچا کر رکھنے کا علی الاعلان مدعی ہے۔ قیمت فی پیکٹ عہ۔ بوتل عیر۔ ۳ پیکٹ للعہ۔ بچہ گھر کا بادشاہ ہے۔ اس کی صحت آپ کے لئے باعث فخر ہے۔ اس لئے آج سے ہی **نور بال** سیرپ رجسٹرڈ پلائیے۔ جو کہ بخار۔ کھانسی۔ قے۔ دست۔ بدہضمی۔ پیچش سے محفوظ رکھنے کے علاوہ ان کو موٹا تازہ۔ رنگ سرخ۔ وجیہہ۔ اور خوبصورت بناتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۰ر۔ ۳

امرت نور ہزار دکھ کا واحد درمان۔ فوری ضرورت کیلئے قیمت فی شیشی ۱۲ر۔ عہ۔ ۷ر

ڈاکٹر نور بخش اینڈ سنز عرق نور قادیان یا لوہا بازار شملہ

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے۔ جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے۔ قیمت معہ محصول صرف ۱۲

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا

فوراً ضرورت ہے

(۱) ایک محنتی۔ ہوشیار۔ دیانتدار نوجوان اکونٹنٹ کی جو ایک لمیٹڈ کمپنی کا حساب باقاعدہ کر سکے۔ کاروبار انگریزی میں ہوگا۔ ٹائپنگ اور کارسپانڈنس جاننے والے کو ترجیح دی جائے گی خواہشمند اصحاب ذیل کے پتہ پر معہ نقول اسناد درخواست دیں۔ نیز کم سے کم تنخواہ جو انہیں منظور ہو ظاہر کریں۔ منتخب شدہ امیدوار کو ۵۰۰ روپیہ کی نقد ضمانت دینی ہوگی۔

ایک اردو پریس کیلئے

(۲) ایک خوشخط کاتب کی جس نے کسی اردو اخبار میں کام کیا ہو۔ (۳) ایک ہوشیار پریس مین کی جو لیتھو پریس کا کام بخوبی جانتا ہو۔ اور پتھر وغیرہ درست کرنے میں کافی مہارت رکھتا ہو

نوٹ:۔ درخواست کے ساتھ کم سے کم تنخواہ اور عمر کی تصریح ضروری ہے۔

خواجہ عبد الرحیم احمدی۔ صدر بازار۔ ناگ پور۔ سی۔ پی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ہندو مہاسبھا کا ایک خفیہ اجلاس ۱۵ اکتوبر کو اجمیر میں منعقد ہوا۔ بھوپال۔ بہاولپور۔ رام پور۔ کشمیر اور کپورتھلہ کے ہندو نمائندگان نے اپنی شکایات پیش کیں۔ جن پر غور کیا گیا۔ ایک ڈیلیگیٹ نے یہ ریزولیوشن پیش کرنا چاہا۔ کہ ہندو مہاسبھا کا مقصد مکمل آزادی حاصل کرنا ہے۔ مگر صدر نے اس کی اجازت نہ دی۔

رامپور کے متعلق اخبار "لیڈر" الہ آباد کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ وہاں ابھی تک کافی بے چینی موجود ہے۔ دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔ اور تمام جلسے اور جلوس ممنوع قرار دئے گئے ہیں ۱۴ اکتوبر کو دہلی کلب کے ہوائی جہاز جو ریاست نے خاص طور پر منگوا رکھے تھے شہر پر منڈلاتے اور فوجیں بازاروں میں گشت کرتی رہیں۔ بہت سی گرفتاریاں بھی عمل میں آ چکی ہیں۔ اس بے چینی کی وجوہات اقتصادی اور انتظامیہ امور سے متعلق بتائی جاتی ہیں۔

حیدرآباد (سندھ) میں ۱۵ اکتوبر کو ایک ہندو پارچہ فروش کے مکان میں بم پھٹ گیا۔ کئی دروازے اور کھڑکیاں ٹوٹ گئیں۔ پولیس کی تلاشی کے باوجود ابھی تک کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہیں ہوئی۔ گذشتہ چند ماہ کے اندر حیدرآباد میں بم پھٹنے کا یہ تیسرا واقعہ ہے۔

حکومت روس نے چین کی مشرقی ریلوے کے جھگڑے کے سلسلہ میں حکومتِ جاپان کے وزیر خارجہ کو اس مفہوم کا ایک نوٹ بھیجا تھا۔ کہ جو روسی افسر گرفتار کئے گئے ہیں انہیں رہا کر دیا جائے۔ جاپان نے ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نتیجہ یہ نکلا ہے کہ روس اور جاپان میں بعض مقامات پر ایک دوسرے پر حملے شروع ہو گئے ہیں۔ باقاعدہ جنگ چھڑ جانے کے بھی امکانات ہیں۔

مسلم لیڈروں کی ایک کانفرنس بمبئی کی ۱۵ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق راجہ صاحب سلیم پور ۲۹-۳۰ اکتوبر کو لکھنؤ میں طلب کر رہے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے لئے ایک متحدہ پروگرام تجویز کیا جا سکے۔

بمبئی گورنمنٹ کی زیر ہدایت حیدرآباد سندھ کے ڈسٹرکٹ کلکٹر نے مقامی میونسپلٹی کو لکھا ہے۔ کہ اگر اس نے ڈاکٹر چمن داس کو جو تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں سزایاب ہو چکے ہیں۔ برخاست نہ کیا۔ تو گورنمنٹ ساڑھے چھ ہزار روپیہ کی جو گرانٹ دی ہے۔ بند کر دے گی۔

الہ آباد کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پراونشل کانگرس ورکر آئندہ پروگرام تجویز کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے اچھوت ادہار۔ سودیشی پرچار کی تحاریک پر غور کیا گیا لیکن ممبران نے تجویز کیا کہ کانگرس کے نام پر اس قسم کی کسی بھی سرگرمی کو شروع نہیں کرنا چاہیئے۔

مسٹر پٹیل کی صحت چونکہ نازک صورت اختیار کرتی جا رہی ہے اس لئے آپ کے رشتہ دار اس بات کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ آپ کو بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان واپس لایا جائے۔

سی پی کونسل کے متعلق یونائیٹڈ پریس کو معلوم ہوا ہے کہ وہ ۱۹۳۴ء میں توڑ دی جائے گی۔

گاندھی جی کی امریکن چیلی مس نیلا ناگنی سابق مس گک پُراسرار طریق پر غائب ہو گئی ہے۔ گاندھی جی کو جب واردھا آشرم کے کارکنان نے اس امر کی اطلاع دی۔ تو انہوں نے کہا۔ اس کی تلاش کے لئے کوئی فکر نہیں کرنا چاہیئے۔

مدراس کے کانگرسی لیڈروں نے ایک سرکلر شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ملک کی موجودہ سیاسی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے کانگرسی اصحاب کی ایک ایسی پارٹی مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کی غرض آزادی کی جنگ کو جاری رکھنا اور منتشر قومی طاقتوں کو پھر سے متحد کرنا ہو۔ اس پارٹی کا یہ بھی مقصد قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ آئندہ کونسلوں اور میونسپلٹیوں کے انتخابات میں حصہ لے۔

لیونے فقیر کی گرفتاری کے متعلق پشاور سے ۵ اکتوبر کی اطلاع ہے۔ کہ گرفتاری سی آئی ڈی کے ذریعہ نہیں بلکہ خیبر ایجنسی کے ذریعہ عمل میں آئی ہے۔ وہ اور اس کے تین ساتھی افغانستان کی حدود میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

مدناپور میں ایک سکول کے ہندو سیکنڈ ماسٹر کے مکان کی تلاشی لینے پر ۱۴ اکتوبر کو ریوالور برآمد ہوا۔ پولیس نے اسے۔ اس کے بھتیجے اور ملازم کو گرفتار کر لیا۔

لیگ آف نیشنز سے ۱۴ اکتوبر کو جرمنی نے سرکاری طور پر اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس سے لیگ کے حلقوں میں سنسنی پھیل گئی ہے۔ جنیوا سے ۱۵ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ فرانسیسی نمائندے اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ جرمنی کے لیگ سے علیحدہ ہو جانے کے بعد وہ تمام مراعات بھی منسوخ کر دی جائیں جو جرمنی کے ساتھ کی گئی ہیں۔ امریکہ اٹلی اور انگلینڈ تینوں حکومتیں جرمنی کی اس جلد بازی پر متعجب ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اب جرمنی اور جاپان کے تعلقات زیادہ استوار ہو جائیں گے۔ اور جاپان اپنی بحری طاقت میں اضافہ شروع کر دے گا۔

ہٹلر نے "میری جنگ" کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں لنڈن کی ۱۵ اکتوبر کی اطلاع کے مطابق یہ بھی لکھا ہے کہ انگلینڈ کبھی ہندوستان کو نہیں کھوئیگا جب تک اس کی انتظامیہ مشینری سوشلسٹ خطرہ سے باہر رہی۔ یا کسی زبردست طاقت نے زور سے اسے ہندوستان سے باہر نہ نکال دیا۔ ان دو صورتوں کے علاوہ ہندوستانیوں کی بغاوتیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔

سری نگر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ اس دفعہ وہاں ابھی سے سخت سردی شروع ہو گئی ہے۔ اور اردگرد کے پہاڑ برف سے ڈھک گئے ہیں۔ ایسا موسم آگے دسمبر کے آخر میں ہوتا تھا۔

گاندھی جی کا آل انڈیا دورہ ۸ نومبر سے شروع ہوگا۔ حسب معمول آپ ہر مقام پر چندہ جمع کریں گے۔

کراچی میں ۱۵ اکتوبر کو لنڈن سے ایک ہوا باز پہنچا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے ملاقات کے دوران میں اس نے کہا کہ میں لنڈن سے کراچی دو دن چودہ منٹ اور چودہ سیکنڈ میں پہنچا ہوں۔

ناگپور یونیورسٹی اور سی پی ہائی سکول بورڈ نے علی الترتیب سات اور پانچ سال کے لئے اچھوت طلباء کو دسویں جماعت سے لے کر ایل۔ ایل بی کے امتحان تک فیسوں کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیدیا ہے۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے پیرس کی اطلاع کے مطابق فیصلہ کیا ہے کہ سول سروس کے تمام ممبران کو ۶۵ سال کی بجائے ۶۰ سال کی عمر میں ہی ریٹائر کر دیا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک تو اخراجات میں تخفیف ہو جائے اور دوسرے نوجوانوں کو سول سروس میں داخل ہونے کا موقع مل جائے۔

لارڈ ولنگڈن کے متعلق لنڈن کے پولیٹیکل حلقوں میں یقینی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اگلے سال چار ماہ کی رخصت لے کر انگلستان جائیں گے۔ اور ہندوستان کے آئندہ آئین کے متعلق وزارت سے تبادلہ خیالات کرینگے۔ دونوں چیمبروں میں والیان ریاست کی نشستوں کے متعلق انہوں نے ایک سکیم بھی مرتب کی ہے۔ جسے وزارت کے سامنے رکھینگے۔ ان کا یہ بھی ارادہ ہے کہ والیان ریاست کی سلامی کے لئے جتنی توپیں مقرر ہیں۔ ان میں اضافہ کیا جائے۔

برلن سے ۱۶ اکتوبر کی اطلاع ہے کہ ۱۲ نومبر کو جنرل انتخابات ہونگے۔ اگر انتخاب میں ہٹلر کو مکمل اکثریت [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی